محمد وسیم اختر مفتی

السابقون الاولون من الانصار

(۷)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ

سلسلۂ نسب

حضرت رافع بن مالک کا تعلق بنو خزرج کی شاخ بنو زریق سے تھا۔ بنو عجلان بن عمروان کے دادا، زریق بن عامر پانچویں اور خزرج بن حارثہ دسویں (ابن ہشام) یا گیارھویں (ابن اثیر) جد تھے۔ ان کی والدہ ماویہ بنت عجلان بھی خزرج سے تعلق رکھتی تھیں۔

حضرت رافع بن مالک کی کنیت ابو مالک اور ابو رفاعہ تھی۔ اپنے قبیلہ بنو زریق کی نسبت سے زرقی کہلاتے تھے۔

''ویکیبیدیا الموسوعۃ الحرۃ'' کے مضمون میں حضرت رافع کو مالک بن عجلان خزرجی کا بیٹا بتایا گیا ہے۔ یہ بات درست نہیں، کیونکہ حضرت رافع خزرج کی شاخ بنو زریق سے تعلق رکھتے تھے، جب کہ مالک بن عجلان، رئیس خزرج جو یثرب کے —— نو بیاہتا دلہنوں کو نشانہ بنانے والے —— عیاش یہودی بادشاہ فطیون کو قتل کر کے

شام بھاگ گیا تھا، خزرج کی دوسری شاخ بنو سالم بن عوف سے تھا۔ بیعت عقبۂ ثانیہ میں حضرت رافع کے ساتھی، غزوۂ احد میں ان کے ساتھ شہادت پانے والے حضرت عباس بن عبادہ اسی مالک بن عجلان کے پر پوتے تھے (جمہرۃ انساب العرب، ابن حزم ۳۵۳)۔

جاہلیت کے کامل، اسلام کے السابق

حضرت رافع زمانۂ جاہلیت کے کاملین میں شمار ہوتے تھے۔ جو صاحب شرف و نسب جوان عربی لکھنے کی صلاحیت رکھتا، تیراکی میں ماہر ہوتا، اچھا نیزہ انداز ہوتا، حساب میں طاق ہوتا، دلیر و شجاع ہوتا، شعری صلاحیت رکھتا تو عرب اسے 'مرد کامل' کہتے۔

کاملین کا لقب جن اصحاب مروت نے پایا، ان کا شمار اس طرح ہے:

حضرت سعد بن عبادہ، سید خزرج۔ غریبوں کو کھلاتے، اسلام لانے کے بعد اصحاب صفہ ان کے دستر خوان سے فیض یاب ہوتے۔

حضرت رافع بن مالک زرقی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں عقبہ کی رات تک مکہ میں نازل ہوا قرآن عطا کیا۔

ربیع بن زیاد عبسی۔ شاہ نعمان بن منذر کا مصاحب رہا۔ شعراے جاہلیت میں سے تھا۔

حضرت اسید بن حضیر۔ جاہلیت کے کامل، عہد اسلامی میں بنو عبد الاشہل کے نقیب۔

حضرت اوس بن خولی۔ حضرت علی اور حضرت فضل بن عباس کے ساتھ مل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور قبر مبارک میں اترے۔

حضرت سوید بن صامت۔ شرف و نسب اور گہری سوجھ بوجھ کے حامل تھے، شعر بھی کہتے تھے۔

قبول اسلام

۱۱/ نبوی کے حج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کی گھاٹی میں تشریف فرما تھے کہ یثرب کے قبیلۂ خزرج کے چھ آدمیوں سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے قرآن مجید کی تلاوت کر کے انھیں اسلام کی دعوت دی۔ کلام الٰہی سن کر وہ بے حد متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارے ہم سایہ یہودی جن خاتم النبیین کی آمد کی خبر دے کر ہمیں دھمکاتے ہیں، یہی ہیں۔ چنانچہ سب آپ کے دست مبارک پر ایمان لے آئے، ان السابقون کے نام یہ ہیں:

بنو زریق کے حضرت رافع بن مالک، بنو نجار کے حضرت اسعد بن زرارہ اور حضرت عوف بن عفراء، بنو سلمہ کے حضرت قطبہ بن عامر، بنو حرام کے حضرت عقبہ بن عامر اور بنو عبید بن عدی کے حضرت جابر بن عبداللہ بن رئاب۔ یثرب جا کر انھوں نے اپنے اہل خاندان اور رشتہ داروں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔

عروہ بن زبیر اور ابن سعد نے یثرب کے السابقون الاولون کی تعداد آٹھ بتائی ہے: حضرت رافع بن مالک، حضرت معاذ بن عفراء، حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت ذکوان بن عبد قیس، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت یزید بن ثعلبہ، حضرت ابوالہیثم بن تیہان اور حضرت عویم بن ساعدہ (مستدرک حاکم، رقم ۵۲۴۹)۔

تیسری روایت کے مطابق حضرت رافع بن مالک اور ان کے خالہ زاد بھائی حضرت معاذ بن عفراء عمرہ کرنے مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک درخت کے نیچے تشریف فرما پایا۔ بیت اللہ کا طواف کر کے وہ آپ کے پاس چلے آئے اور سلام کر کے پوچھا: وہ شخص کہاں ہے جو دعواے نبوت کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں ہی ہوں۔ ان کے سوالات کے جواب میں آپ نے اسلام کی تعلیمات بیان فرمائیں۔ ارشاد کیا: اللہ جو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کا خالق ہے، عبادت کا حق رکھتا ہے، نہ کہ اس کی مخلوق، اس لیے تم پر واجب ہے کہ اپنے رب کی بندگی کرو۔ انھوں نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا تو آپ نے ان کو سورۂ یوسف اور سورۂ علق سکھائیں (طبقات ابن سعد، رقم ۱۶۱۔ مستدرک حاکم ۱۴۹/۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۳۹۹/۳)۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں: یہ واقعہ چھ یا آٹھ انصار کی سبقت الی الایمان سے قبل پیش آیا۔ محمد بن عمر کہتے ہیں: ہمارے نزدیک پہلی روایت قوی اور مستند ہے جس میں چھ السابقون کے بیعت ایمان کرنے کا ذکر ہے۔

بیعت عقبۂ اولیٰ

۱۲/ نبوی (جولائی ۶۲۱ء) کے حج میں یثرب کے بارہ اصحاب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ۱۱/ نبوی کی بیعت میں شامل پانچ اصحاب حضرت رافع بن مالک، حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت عوف بن عفراء، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت قطبہ بن عامر کے ساتھ سات مزید اہل ایمان بھی اس بیعت میں شامل ہوئے، ان کے نام ہیں: حضرت معاذ یا حضرت معوذ بن عفراء، حضرت ذکوان بن عبد قیس، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت یزید بن ثعلبہ، حضرت عباس بن عبادہ، حضرت ابوالہیثم بن تیہان اور حضرت عویم بن ساعدہ۔ حضرت ابوالہیثم اور حضرت عویم اوس سے تھے، جب کہ باقی دس صحابہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ مکہ سے منیٰ آتے ہوئے کوہ ثبیر کی ایک گھاٹی (عربی: عقبہ) سے گزرنا پڑتا ہے۔ جمرۂ اولیٰ یا جمرۂ عقبہ یہیں واقع ہے، جب کہ

باقی دو جمرے اور منیٰ کا میدان مشرق کی سمت میں ہیں۔ رمی جمرات کے بعد حاجیوں کا ہجوم یہاں سے چھٹ جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لینے کے لیے اس گھاٹی یا عقبہ کو منتخب فرمایا۔اس لیے انصار کے ان بارہ السابقون الاولون کی بیعت ایمان کو بیعت عقبۂ اولیٰ کہا جاتا ہے۔

مدینہ میں اشاعت اسلام

حضرت رافع بن مالک نے اپنے شہر پہنچ کر اشاعت اسلام میں بڑی سرگرمی دکھائی۔ مدینہ میں بنو زریق کی مسجد میں سب سے پہلے قرآن مجید پڑھا گیا،اس کے پڑھنے والے حضرت رافع تھے۔ سورۂ یوسف مدینہ میں انھوں نے پہنچائی۔ بیعت عقبۂ اولیٰ سے واپسی کے وقت جس قدر قرآن نازل ہوا تھا، لکھ کر ساتھ لیتے آئے اور اپنی قوم کو جمع کر کے سنایا۔ایک روایت کے مطابق حضرت رافع مکہ میں تھے،جب سورۂ طٰہٰ نازل ہوئی،اسے لکھ کر مدینہ لے آئے اور اپنے اہل قبیلہ کو سنائی۔ان کی دعوت کے نتیجے میں مدینہ میں اسلام پھیل گیا،اب کوئی گھر نہ تھا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر نہ ہوتا تھا۔

کتابت وحی

اسلام کے ابتدائی دور میں حضرت ابو بکر کے فوراً بعد ایمان لانے والے حضرت خالد بن سعید نے آیت بسملہ کی کتابت کی (الاصابہ فی تمییز الصحابہ، رقم ۲۱۶۹)۔ پھر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابوالسرح کو کتابت وحی کی ذمہ داری ملی، لیکن ہجرت کے بعد وہ مرتد ہو کر مشرکین مکہ سے جا ملے۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قتل کا حکم صادر کر رکھا تھا، لیکن ان کے رضاعی بھائی حضرت عثمان کی درخواست پر انھیں معافی مل گئی اور انھوں نے اسلام کی طرف رجوع کر لیا۔مکہ میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی قرآن کی کتابت کرتے رہے۔ بیعت عقبۂ اولیٰ کے وقت حضرت رافع بن مالک کو قرآن مجید کی کتابت کرنے والے اولیں صحابہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ زندگی مہلت دیتی تو کاتبین وحی میں ان کا اہم مقام ہوتا۔

بیعت عقبۂ ثانیہ

۱۳/ نبوی (جون ۶۲۲ء) کے موسم حج میں یثرب کے پچھتر مسلمان اپنے مشرک اہل وطن کے ساتھ فریضۂ حج ادا کرنے نکلے۔ انھوں نے باہمی مشورے سے فیصلہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے پہاڑوں میں

پریشان و خائف نہ رہنے دیا جائے، بلکہ آپ کو یثرب منتقل ہونے کی دعوت دی جائے۔ مکہ پہنچ کر انھوں نے آپ سے رابطہ کیا تو ایام تشریق کی درمیانی رات، ۱۲/ ذی الحجہ کو منیٰ میں جمرۂ عقبہ کی گھاٹی میں خفیہ طور پر جمع ہونے کا فیصلہ ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: سوئے ہوئے کو بیدار کیا جائے، نہ غیر موجود کا انتظار کیا جائے۔ جب رات پر سکون ہو گئی تو دو صحابیات اور تہتر صحابہ چھپتے چھپاتے نکلے اور سست روی سے عقبہ پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا جناب عباس کے ساتھ موجود تھے۔ سب سے پہلے حضرت رافع بن مالک زرقی کی نگاہ آپ پر پڑی۔

جناب عباس نے اہل یثرب سے مرتے دم تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کی ضمانت چاہی تو ان کی طرف سے حضرت براء بن عازب اور حضرت اسعد بن زرارہ نے پر جوش ہو کر کہا: ہم مال کی تباہی اور اشراف کے قتل کا خطرہ مول لے کر آپ کا ساتھ دیں گے۔

آپ نے قرآن مجید کی آیات تلاوت فرمائیں، اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی اور اسلام کی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا: اپنے رب کے لیے میرا مطالبہ ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراؤ اور اپنے لیے اور اپنے صحابہ کے لیے مانگتا ہوں کہ ہمیں پناہ دو، ہماری نصرت کرو اور ان معاملات میں ہمارا دفاع کرو جن میں اپنا کرتے ہو۔ حاضرین انصار نے پوچھا: ہم نے ایسا کر لیا تو ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا: تمھارے لیے جنت ہو گی (صحیح ابن حبان، رقم ۷۰۱۱)۔ پھر بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے بیعت کرنے والوں میں حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت براء بن معرور اور حضرت ابو الہیثم بن تیہان شامل تھے۔ حضرت رافع بن مالک کو بھی بیعت عقبۂ ثانیہ یا بیعت الحرب میں حصہ لینے کا شرف حاصل ہوا۔

نقیبوں کا انتخاب

بیعت مکمل ہو چکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بارہ سربراہ منتخب کر لیے جائیں جو اپنی اپنی قوم کے نقیب ہوں اور اس بیعت کی دفعات کی تنفیذ کے لیے اپنی قوم کی طرف سے ذمہ دار اور مکلف ہوں۔ خزرج سے نو اور اوس سے تین نقیب منتخب کیے گئے (احمد، رقم ۱۴۴۵۶۔ المعجم الاوسط، رقم ۴۵۳۸)۔ آپ نے حضرت رافع بن مالک کو خزرج کی شاخ بنو زریق کا نقیب مقرر فرمایا۔ حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت براء بن معرور، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت منذر بن عمرو، حضرت سعد بن ربیع، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت اسید بن حضیر، حضرت سعد بن خیثمہ اور حضرت رفاعہ بن عبد المنذر اپنے اپنے قبیلوں کے نقیب مقرر ہوئے۔

مواخات

ہجرت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک کے گھر مہاجرین وانصار کے مابین رشتۂ مواخات قائم کیا تو حضرت سعید بن زید کو حضرت رافع بن مالک کا مہاجر بھائی قرار فرمایا۔

سریۂ حمزہ بن عبد المطلب (سریۂ سیف البحر)

سریۂ حمزہ بن عبد المطلب یا سریۂ سیف البحر تاریخ اسلام کا پہلا سریہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان یکم ہجری (۶۲۳ء) کو حضرت حمزہ کی قیادت میں تیس مہاجرین پر مشتمل دستہ ابوجہل کی سربراہی میں شام سے آنے والے قریش کے تین سو رکنی قافلے کو روکنے کے لیے روانہ کیا۔ بحر احمر کے ساحل (عربی میں سیف) پر ینبع اور مروہ کے درمیان عیص کے مقام پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی، لیکن قبیلۂ جہینہ کے سردار مجدی بن عمرو جہنی کی ثالثی سے، جو مسلمانوں اور قریش کا حلیف تھا، جنگ ٹل گئی۔ قریش کا قافلہ مکہ لوٹ گیا اور مسلمان مدینہ واپس آ گئے۔

واقدی کہتے ہیں: یہ سریہ پندرہ مہاجرین اور پندرہ انصار پر مشتمل تھا۔ مہاجرین میں انھوں نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، ان کے آزاد کردہ حضرت سالم، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت زید بن حارثہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ حضرت انسہ اور انصار میں سے حضرت رافع بن مالک، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت اوس بن خولی، حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام، حضرت قطبہ بن عامر اور دیگر صحابہ کے نام شمار کیے۔ پھر خود ہی کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر سے پہلے کسی مہم میں انصار کو شامل نہ کیا، کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ وہ شہر مدینہ کے اندر رہ کر آپ کی نصرت کریں گے (کتاب المغازی، واقدی ۹-۱۰)۔ ابن سعد نے اسی کو ثابت شدہ قرار دیا (الطبقات الکبریٰ ۱/۳۴۹)

جنگ بدر

حضرت رافع بن مالک کی اسلامی زندگی میں بدر واحد دو غزوات پیش آئے۔ غزوۂ بدر میں ان کی شرکت مشکوک ہے۔ ابن اسحٰق سے مروی دو روایتوں میں سے ایک میں انھیں بدری بتایا گیا ہے (مستدرک حاکم، رقم ۵۰۲۲) اور دوسری میں ان کو اصحاب بدر میں شمار نہیں کیا گیا (الاستیعاب ۴۸۴۔ اسد الغابہ ۱۵۸)۔ زہری کا کہنا ہے: وہ معرکۂ فرقان میں شریک تھے (الاستیعاب ۴۸۴)۔ مزی حضرت رفاعہ بن رافع کا ترجمہ بیان کرتے

ہوئے کہتے ہیں: وہ اور ان کے والد غزوۂ بدر میں موجود تھے (تہذیب الکمال، رقم ۱۹۱۵)۔ قاضی سلیمان منصور پوری نے حضرت رافع بن مالک کا نام ''اصحاب بدر'' میں شامل نہیں کیا۔ ابن حجر کہتے ہیں: صحیح بات ہے کہ وہ جنگ بدر میں شریک نہ تھے (تہذیب التہذیب، رقم ۱۹۳۱)۔

حضرت رافع کے بیٹوں حضرت رفاعہ بن رافع اور حضرت خلاد بن رافع کا جنگ بدر میں حصہ لینا ثابت ہے، وہ بیعت عقبہ میں شریک نہ تھے۔

جنگ احد

جنگ احد ۷/ شوال ۳ھ (۲۳/ مارچ ۶۲۵ء) میں مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان احد پہاڑ کے دامن میں لڑی گئی۔ مشرک لشکر کی سالاری ابوسفیان کے پاس تھی، جب کہ اہل ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں جمع تھے۔

پس منظر

غزوۂ بدر میں ہزیمت اٹھانے کے بعد مشرکین مکہ اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ جنگ کے شعلے بھڑکانے میں قریش کے سردار ابوسفیان، اس کی بیوی ہندہ اور ایک یہودی کعب الاشرف نے اہم کردار ادا کیا۔ جنگ کے لیے مال و دولت اکٹھا کیا گیا، تین ہزار سپاہی، دو سو گھوڑے اور تین سو اونٹ مہیا کیے گئے۔ مکہ میں موجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جناب عباس نے آپ کو خبر کر دی۔ آپ نے انصار و مہاجرین سے مشورہ کیا کہ شہر میں رہ کر دفاع کیا جائے یا باہر جا کر جنگ لڑی جائے۔ فیصلہ آپ کی ترجیح کے خلاف مدینہ سے باہر لڑنے پر ہوا۔ چنانچہ ۶/ شوال کو نماز جمعہ کے بعد آپ ایک ہزار کی فوج لے کر مدینہ سے روانہ ہو گئے۔ اشواط کے مقام پر منافق عبد اللہ بن ابی اپنے تین سو سواروں کے ساتھ واپس ہو گیا اور بہانہ یہ بنایا کہ شہر کے اندر رہ کر لڑنے کا اس کا مشورہ نہیں مانا گیا۔ دونوں فوجیں احد کے دامن میں آمنے سامنے آئیں تو احد کا پہاڑ مسلمانوں کی پشت پر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے درے پر حضرت عبد اللہ بن جبیر کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کا دستہ مقرر کیا تاکہ دشمن اس راستے سے میدان جنگ میں نہ آ سکے۔

جنگ کا آغاز

جنگ کے آغاز میں مکہ کے نو مشرک آگے بڑھے جو سب قتل ہوئے۔ پھر ان کی فوج نے بھرپور حملہ کر دیا۔

زبردست جنگ میں مسلمانوں نے کئی دشمنوں کو قتل کیا۔ وہ فرار ہونے لگے تو مسلمان سمجھے کہ وہ جنگ جیت گئے ہیں۔ اس موقع پر درۂ عینین پر متعین اصحاب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہدایت فراموش کر دی کہ درہ کسی قیمت پر نہیں چھوڑنا۔ ان کی اکثریت نے میدان میں اتر کر مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ صرف دس افراد درہ پر رہ گئے۔ قریش کی فوج میں شامل خالد بن ولید نے موقع غنیمت جانتے ہوئے کوہ احد کا چکر لگا کر درہ پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں پر یک دم پیچھے سے ہلہ بول دیا۔ اسی اثنا میں یہ افواہ گرم ہوئی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیے گئے ہیں۔ یہ سن کر اکثر اصحاب نے ہمت ہار دی اور میدان جنگ سے فرار ہو گئے، کچھ ارد گرد کی پہاڑیوں پر چڑھ گئے، کچھ نے سوچا کہ آپ کے بعد زندگی کسی کام کی نہیں، کچھ آپ کے ساتھ رہ گئے اور آپ کی بھرپور حفاظت کی۔

کچھ وقفے کے بعد صحابہ میدان میں واپس آنا شروع ہو گئے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید نہیں ہوئے، مشرکین نے مکہ کی طرف واپسی اختیار کر لی۔

نتائج

اس جنگ میں ستر مسلمان، جن میں حضرت رافع بن مالک شامل تھے، شہید ہوئے، جب کہ ستائیس مشرکین ہلاک ہوئے۔ جنگ کے نتیجہ کو کسی کی فتح یا شکست نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ دونوں طرف شدید نقصان ہوا اور کبھی مسلمان غالب آئے اور کبھی مشرکین، لیکن آخر میں مشرکین کا لشکر لڑائی ترک کر کے مکہ واپس چلا گیا۔ یہ واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات فراموش کرنے یا عسکری نظم وضبط ترک کرنے کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ اگر درۂ عینین پر تعینات لوگ درہ نہ چھوڑتے تو مسلمان فتح یاب ہو چکے تھے۔

شہادت

حضرت رافع بن مالک نے شوال ۳ھ (۶۲۶ء) میں غزوۂ احد میں شہادت پائی۔ یہ معلوم نہیں کہ ان کی شہادت کیسے ہوئی۔ واقدی نے شہداے احد کے عنوان کے تحت دس مہاجرین اور اٹھاون انصار کے نام گنوائے اور ان کے قاتلوں کے نام لکھے، لیکن بنو زریق کے ایک ہی شہید حضرت ذکوان بن عبد قیس کا ذکر کیا۔ بلاذری نے اوس کے اکیس اور خزرج کے سینتیس شہداے احد کی تفصیل بیان کی، لیکن حضرت رافع بن مالک کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

شہداے احد کا جنازہ

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ شہداے احد کو خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیا جائے۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، نہ انھیں غسل دیا گیا (بخاری، رقم ۴۰۷۹)۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی کی روایت میں غزوہ کے بعد نماز جنازہ پڑھنے کا ذکر ہے: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکلے اور غزوۂ احد کے شہیدوں کی اسی طرح نماز جنازہ پڑھی، جس طرح آپ ہر میت کی پڑھتے تھے (بخاری، رقم ۳۵۹۶۔ مسلم، رقم ۶۰۴۱۔ ابوداؤد، رقم ۳۲۲۳۔ نسائی، رقم ۱۹۵۶۔ احمد، رقم ۱۷۴۰۲)۔ ابن حجر کہتے ہیں: یہ جنگ احد کے آٹھ سال بعد آپ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام کا واقعہ ہے (فتح الباری، شرح حدیث ۶۴۲۶)۔ احناف شہید کی نماز جنازہ کو واجب سمجھتے ہیں۔ انور شاہ کشمیری نے اس باب میں سکوت کیا اور کوئی فیصلہ صادر نہیں کیا (فیض الباری، شرح حدیث ۱۳۴۳)۔

تدفین

احد کے کچھ شہدا کی میتیں مدینہ منتقل کی جا رہی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں واپس لا کر ان کی جاے شہادت پر دفن کرنے کی منادی کرائی (ابوداؤد، رقم ۳۱۶۵۔ ترمذی، رقم ۱۷۱۷۔ نسائی، رقم ۲۰۰۶۔ ابن ماجہ، رقم ۱۵۱۶۔ احمد، رقم ۱۵۲۸۱)۔ لگتا ہے کہ حضرت رافع کے لواحقین تک آپ کے منادی کی آواز نہیں پہنچی۔ عمر بن شبہ نمیری کہتے ہیں: حضرت رافع کو ان کے قبیلے بنو زریق میں آل نوفل بن مساحق کے محلے میں دفن کیا گیا (تاریخ المدینۃ المنورہ، ابن شبہ ۱۳۰)۔

عائلی زندگی

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی بہن حضرت ام مالک بنت ابی حضرت رافع بن مالک کی زوجیت میں تھیں۔ وہ سچی مومنہ تھیں۔ انھوں نے اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر رکھی تھی۔ ان کے بطن سے حضرت خلاد بن رافع اور حضرت رفاعہ بن رافع نے جنم لیا۔ حضرت رفاعہ بیعت عقبہ، غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ احزاب اور صلح حدیبیہ میں شریک رہے۔ وہ خلیفۂ سوم حضرت عثمان کے ناقدین میں شامل تھے۔ انھوں نے جنگ جمل و صفین میں حضرت علی کا ساتھ دیا۔ حضرت خلاد بن رافع نے بدر و احد کی جنگوں میں حصہ لیا۔

روایت حدیث

حضرت رافع بن مالک اپنے بیٹے حضرت رفاعہ سے کہا کرتے تھے: مجھے کوئی خوشی نہ ہوتی اگر میں بیعت عقبہ چھوڑ کر جنگ بدر میں شریک ہوتا (بخاری، رقم ۳۹۹۳)۔

ابن حجر کہتے ہیں: یہ بات حضرت رافع نے اپنے اجتہاد سے کہی۔ ایسے لگتا ہے، انھیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل بدر کی فضیلت سننے کا موقع نہ ملا۔ بلاشبہ بیعت عقبۂ ثانیہ سے نصرت اسلام کی ابتدا ہوئی اور وہ ہجرت مدینہ کا سبب بنی، جس کے بعد مسلمانوں میں غزوۂ بدر اور تمام معرکوں میں حصہ لینے کی استعداد پیدا ہوئی، تاہم 'الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء' (فتح الباری، شرح حدیث ۳۹۹۳) یہ بات اس سے پہلی روایت سے عیاں ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سوال کیا: آپ اہل بدر کو اپنے ہاں کیسا سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: سب سے زیادہ فضیلت رکھنے والے مسلمانوں میں شمار کرتے ہیں۔ حضرت جبریل نے جواب دیا: اسی طرح وہ فرشتے بھی سب سے زیادہ صاحب فضیلت ہیں جنھوں نے بدر میں حصہ لیا (بخاری، رقم ۳۹۹۲۔ ابن ماجہ، رقم ۱۶۰۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۱۳۱۔ معرفۃ الصحابہ، ابونعیم، رقم ۲۶۴۱)۔

حضرت رفاعہ بن رافع فرماتے ہیں: ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ چھینک آنے پر میں نے یہ کلمات ادا کیے: 'الحمد لله حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه كما يحب ربنا ويرضى' (شکر ہے اللہ کا بے شمار شکر، پاکیزہ، برکت دیا ہوا جیسے ہمارا رب پسند کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے)۔ نماز پڑھانے کے بعد آپ مڑے اور دریافت فرمایا: نماز میں یہ کلمات ادا کرنے والا کون تھا؟ میں بولا: میں تھا۔ آپ نے کلمات دوبارہ سنے، پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تیس سے زیادہ فرشتے ان کلمات کو اوپر لے جانے کے لیے لپکے۔

یہ روایت حضرت رفاعہ بن رافع سے اور ان کے بارے میں مروی ہے، جیسا کہ سنن ابوداؤد، رقم ۷۷۳، جامع ترمذی، رقم ۴۰۴، نسائی، رقم ۹۳۲ اور معرفۃ الصحابۃ (ابونعیم اصفہانی)، رقم ۲۷۱۳ سے واضح ہے، لیکن حاکم نے اسے حضرت رافع بن مالک سے منسوب کر دیا ہے (مستدرک، رقم ۵۰۲۳)۔

مطالعۂ مزید: کتاب المغازی (واقدی۔ Oxford University ۱۹۷۷ء)، السیرۃ النبویۃ (ابن اسحٰق۔ دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۴ء)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام۔ دار الخیر ۱۹۹۵ء)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد۔ دار الفکر ۱۹۹۴ء)، انساب الاشراف (بلاذری۔ دار الفکر ۱۹۹۶ء)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر۔ دار الجیل

۱۹۹۲ء)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی۔ دار الفکر ۱۹۹۵ء)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر۔ دار احیاء التراث العربی ۱۳۷۷ھ)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر۔ دار ابن کثیر ۲۰۰۷ء)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر۔ دار المعرفۃ ۲۰۰۴ء)، Wikipedia۔